آگے بچھ جائیں، اُسی کی غلامی اختیار کرلیں، اسی کے بن جائیں، اسی کے ہو رہیں، اور اس کی مخلوق کے ساتھ مجسم خیر و بھلائی بن جائیں۔ اُس کو اُٹھتے، بیٹھتے، لیٹے یاد رکھیں، صبح و شام یاد رکھیں۔ وہ ہر وقت میرے ساتھ ہے، دیکھ رہا ہے، سُن رہا ہے۔ ہر چیز اُس کی بخشی ہوئی ہے۔ جتنا شکر ادا کروں، کم ہے۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ جتنا ڈروں، اتنا ہی کم ہے۔ اس کی رضا کا جو کام بھی بن پڑے، وہ کر دوں۔ ہر وقت اس سے ملاقات کی گھڑی کو یاد رکھوں، اور اس ملاقات کے لیے تیاری کی کوشش میں لگا رہوں۔ یہ ہے یادِ الٰہی۔

یہ چیز آپ کو حاصل ہو جائے تو جو کام اللہ کی راہ میں ہو، اس کے حکم کے خلاف نہ ہو، صرف اس کے لیے ہو، وہ کتنا ہی دُنیوی اور سیاسی ہو، آپ کے لیے عین دینی اور خیر و برکت کا کام ہے۔ اور یہ نہ ہو، تو کوئی کام بظاہر کتنا ہی دینی اور تعمیری کیوں نہ ہو، آپ کے لیے بالکل بے نتیجہ ہے، بلکہ ضرر رساں ہو سکتا ہے۔ نماز بھی ایک خالص سیاسی اور دُنیوی کام بن سکتی ہے، اور تلوار لے کر انسانی خون بہانا جیسا سیاسی و دُنیوی کام بھی ایک اعلیٰ دینی کام بن سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہی نصرتِ الٰہی کی کلید ہے۔ لیکن دوسرا ذریعہ جس کی اللہ تعالیٰ ہماری تائید فرماتا ہے وہ ہے "مومنین کی جماعت"۔ اس جماعت کی قوت کا اصل راز تو ایمان باللہ یا اعتصام باللہ ہے، لیکن چند اور بنیادی اہمیت کی حامل چیزیں بھی جماعت کی قوت کے لیے ناگزیر ہیں۔ اس موضوع پر ہم ان شاء اللہ آئندہ کسی شمارہ میں گفتگو کریں گے۔

---

(۲)

ملک میں ایک عرصہ سے امن و امان کی صورتِ حال انتہائی تشویشناک چلی آرہی ہے۔ یہ صورتِ حال سُدھرنے کے بجائے روز بروز مزید بگڑتی رہی ہے۔ خرابی مسلسل بڑھتی رہی ہے۔ لاہور کے محلہ اسلام پورہ میں اور شیخوپورہ میں ہونے

والے حالیہ واقعات نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ خرابی اور بگاڑ اپنی انتہائی حدوں تک پہنچ چکا ہے۔ ملک ڈاکوؤں، قاتلوں، تخریب کاروں اور دہشت گردوں کی گرفت میں ہے، اور امن و امان قائم کرنے کے ذمہ دار خاموش اور بے بس تماشائیوں کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ گنجان آبادی والے محلوں میں، اپنے بظاہر محفوظ گھروں کی چار دیواری کے اندر، دن دہاڑے ان کے مکین موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ اسلام پورہ میں تیرہ بے گناہ مرد اور عورتیں، بوڑھے، جوان، اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے، چھریوں سے ذبح کر دیئے گئے۔ شیخوپورہ میں اسی طرح پانچ افراد سینوں میں چھرے گھونپ کر ہلاک کر دیئے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے بھائی، بہن اور بچے جو ایسی بربریت کے ساتھ اپنے گھروں میں قتل کیے گئے، اور سارے قرائن سے اب تک یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی دشمنوں کے ایجنٹوں کے ہاتھوں قتل کیے گئے، بلاشک وہ شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو شہداء کے مقام پر فائز فرمائے اور شہدا کے درجات و ثواب عنایت کرے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ ان کے پس ماندگان کو رضا بالقضا اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

سندھ تو عرصہ سے بدامنی، لاقانونیت اور دہشت گردی کی آگ میں جل رہا ہے۔ آبادیوں کے اندر گھس کر گھر گھر بے گناہوں کا قتلِ عام ہوتا ہے۔ راہ چلتے لوگوں پر گاڑیوں سے فائرنگ کر کے ان کو ہلاک کیا جاتا ہے۔ بسوں کو روک کر مسافروں کو بھون دیا جاتا ہے۔ تعذیب کے لرزہ خیز طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ سیاسی مخالفین کے ہاتھ پاؤں توڑ دیئے جاتے ہیں، ان کے سروں اور اعضاء میں برقی ڈرل سے سوراخ کیے جاتے ہیں، اُن کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ خانہ جنگی ہوتی ہے۔ بے دریغ لوگ مارے جاتے ہیں۔ فوجی افسروں کی نگرانی میں اغوا شدہ قیدیوں کا تبادلہ ہوتا ہے، جن میں اکثر زندہ لاش بن چکے ہوتے ہیں۔ ڈاکہ زنی ایک منظم کاروبار اور صنعت بن چکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سترہ ہزار مسلح ڈاکو مصروفِ کار

ہیں۔ ان کو با اثر وڈیروں، سیاستدانوں، پولیس اور انتظامیہ کے افسران اور حکمرانوں کی سرپرستی حاصل ہے۔ جنگلوں میں اُن کے اڈے ہیں جہاں ہر طرح کا سامانِ تعیش ان کو میسر ہے۔

بدامنی کی اس لہر نے اب پنجاب کا رُخ کر لیا ہے۔ اسلام آباد جو حکمرانوں اور بڑے لوگوں کے لیے محفوظ جزیرہ بنایا گیا تھا وہ بھی ... محفوظ نہیں رہا۔ وزیراعظم کے اسپیشل اسسٹنٹ کے گھر میں ڈاکہ پڑا۔ اور ڈی آئی جی کے ایک بڑے افسر کے گھر میں قتل کی واردات ہوئی۔ لاہور میں چوری اور ڈاکے اب معمول کے کام بن چکے ہیں۔ پولیس کے سامنے ایک طالب علم لیڈر کو گولی سے مار دیا گیا، پولیس کے سامنے ہی اسکوٹر پر سوار ایک تاجر کو گولی سے زخمی کر کے ساڑھے سات لاکھ روپے لوٹ لیے گئے، پولیس تھانے کے بالکل سامنے ہی یوٹیلٹی سٹور لوٹ لیا گیا۔

ایک مرض یا فساد تسلسل کے ساتھ موجود رہے، تو بالعموم وہ لوگ جن پر براہِ راست اس کی زد نہیں پڑتی، لاپرواہی، بے حسی اور غفلت کی منشیات میں اپنے لیے امن و سکون تلاش کر لیتے ہیں۔ لیکن پھر اچانک بعض دفعہ یہ فاسد مواد اس طرح پھوٹ کر نکلتا ہے کہ ان کا یہ مصنوعی سکون و چین غارت ہو جاتا ہے۔ لوگ چونک پڑتے ہیں، لرز اُٹھتے ہیں، اور خوف و دہشت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گذشتہ دنوں لاہور اور شیخوپورہ میں ہونے والے واقعات اسی نوعیت کے واقعات ہیں۔ کچھ بعید نہیں کہ اس نوعیت کے اور بھی واقعات ہوں۔

یہ دہشت اور تخریب کی کارروائیاں کس نے کیں، اور کیوں کیں؟ اس بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنا اور قوم کو باخبر کرنا تو حکومت کی ذمہ داری ہے، مگر سارے قرائن بتاتے ہیں کہ ان کے پیچھے بھارت اور اس کی خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھ لازماً ہیں۔ یہ کام کرنے والے ان کے بھیجے ہوئے ایجنٹ ہیں، یا انہوں نے مقامی لوگوں

کو خرید کر اپنا ایجنٹ بنا لیا ہے۔ ایسی کاروائیاں انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ ایک گھر میں کئی لوگ داخل ہوں، کافی وقت رہیں، باہر سے آنے والوں کو بھی قابو کرتے جائیں، ۱۳ افراد کو صفائی کے ساتھ ذبح کر ڈالیں، اور نکل جائیں، ـــ یہ کام عام آدمی کا کام نہیں۔

بھارت کے مقاصد واضح ہیں۔ وہ اپنے ملک میں ـــ آسام، ناگالینڈ، پنجاب وغیرہ میں ـــ خلفشار کا شکار ہے۔ کشمیر میں بھارتیوں کو ایک منظم اور مسلح جدوجہد آزادی سے سابقہ ہے۔ روزانہ ان کے فوجی مارے جاتے ہیں، اور ان کے فوجی خود نہتے شہریوں کے خلاف قتل و آبروریزی کی لرزہ خیز کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ یہ قیاس مشکل نہیں کہ اپنی مشکلات سے توجہ ہٹانے کے لیے پاکستان میں، بالخصوص پنجاب میں، دہشت گردی اور تخریب کاری کی یہ انتہائی لرزہ خیز وارداتیں کی گئی ہیں۔

اس طرح وہ کئی فوائد حاصل کرنے کا سوچ سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہندوستان کے پنجاب کی طرح یہاں کے پنجاب کی آبادی کو خوف اور دہشت کا شکار کر کے ان کے حوصلے پست کیے جائیں۔ موجودہ جنگوں میں شہری آبادیوں پر بمباری اسی مقصد سے کی جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ عام آبادی میں بدحواسی اور اضطراب پھیلے اور کاروباری زندگی درہم برہم ہو، اور ملک کی معیشت تباہ ہو۔ اسی لیے شاید ان کارروائیوں کا نشانہ تاجروں اور چھوٹے صنعت کاروں کو بنایا جا رہا ہے۔ تیسرے یہ کہ حکومت عدم استحکام کا شکار ہو۔ چوتھے یہ کہ ملک کا سیاسی نظام ایک دفعہ پھر عدم استحکام کا شکار ہو۔ پانچویں یہ کہ ایک طرف سیاسی عدم استحکام، معاشی بدحالی، شہریوں کے اموال کی شکست و ریخت، دوسری طرف ڈپلومیٹک سازشوں کا تانا بانا، تیسری طرف امریکہ اور دیگر بین الاقوامی طاقتوں کا دباؤ، یہ سب مل کر ایسی فضا بنے کہ، کشمیر کا جہاد ہو یا نیوکلیر دفاع کا مسئلہ، افغانستان کا جہاد ہو یا فلسطینیوں کی حمایت، پاکستان میں جو حکومت بھی ہو وہ بالآخر صحیح قوت فیصلہ و عمل سے محروم ہوتی جائے، موم ہوتی جائے، مڑتی جائے، جھکتی جائے

نرم چارہ بن جائے، اور بالآخر ہر معاملہ ایسے فیصلے، پالیسیاں اور راہِ عمل اختیار کرے جو امریکہ اور بھارت جیسے ممالک کے مفاد میں ہوں۔

سندھ میں جب تخریب کاری کے واقعات ہوئے، انتہائی اعلیٰ سطح تک کے افسران نے یہ اعلان کیے کہ یہ کاروائیاں بیرونی طاقتوں کے ایجنٹ کر رہے ہیں۔ تربیت یافتہ ایجنٹوں کے ملک میں داخل ہونے کے اعلانات بھی کیے گئے۔ لیکن بدقسمتی سے آج تک ایک بھی بیرونی ایجنٹ کو پکڑ کے، مقدمہ چلا کے، حقائق منکشف کر کے، جرم ثابت کر کے، سزا نہیں دی گئی۔ کیا اب اسلام پورہ اور شیخو پورہ جیسے واقعات کا انجام بھی یہی ہونے والا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ ملک کے محبِ وطن عوام بیدار ہوں۔ وہ منظم ہوں اور دشمن کے اس حملہ کو ناکارہ بنانے کے لیے خود اپنا دفاع کریں۔ ہوشیار اور چوکس رہیں۔ ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رہیں اور باہمی مدد کو پہنچیں۔ اسلام پورہ اور شیخو پورہ میں دہشت گرد اتنی بڑی کاروائیاں کر کے اس طرح ... نکل گئے کہ کسی پڑوسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ ایسا کیسے ہوسکا۔ محلوں میں کمیٹیاں بنائی جائیں۔ خوف و ہراس، بدحواسی و پست ہمتی اور جذباتی کاروائیوں سے بہرصورت اجتناب کریں۔

جماعتِ اسلامی کے کارکنوں کو خاص طور پر آگے بڑھ کر بیداری اور جرأت و ہمت سے کام لیتے ہوئے عوام کو منظم کرنے، ان کے حوصلے بڑھانے، اور اُن کو خوف و ہراس سے محفوظ رکھنے کے لیے سرگرمِ عمل ہوجانا چاہیے۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات سے لے کر آج تک جماعتِ اسلامی کے کارکنوں نے ایسے مواقع پر بھرپور خدمات انجام دی ہیں۔ اس وقت بھی ان کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں پیچھے نہ رہنا چاہیے۔ اسی طرح اسلامی جمعیت طلبہ، اسلامی جمعیت طالبات، پاسبان، نیشنل لیبر فیڈریشن جیسی تنظیموں کو بھی اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے آگے آنا چاہیے۔ ہم گلیوں اور محلوں میں تمام دینی، سیاسی اور سماجی کارکنوں

سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ سیاسی اور مذہبی اختلافات سے بالاتر ہو کر ملک دشمن عناصر کے مقابلہ میں خود بھی منظم ہوں، اور عام شہریوں کو بھی منظم کریں۔

ضروری ہے کہ اس وقت قوم میں یک جہتی پیدا کی جائے۔ حکومت اور اپوزیشن ہوشمندی کا ثبوت دیں۔ امن و امان کے مسئلے کی آڑ لے کر جمہوری روایات کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی تو آنے والی ہر حکومت کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اپوزیشن امن و امان کے مسئلہ کو سیاسی اکھاڑہ نہ بنائے، اور اس کے ذریعے حکومت کو غیر مستحکم کرنے کا کام نہ کرے۔ اس طرح حکومت کا فرض ہے کہ اس مسئلہ کی آڑ میں سیاسی مخالفین کو کچلنے اور دبانے کے بجائے قومی مفاہمت، رواداری اور اتحاد کی روش اختیار کرے۔

اس موقعہ پر حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ان اندرونی خرابیوں کی اصلاح کرے جن کی وجہ سے بدامنی بڑھتی جا رہی ہے، عام اخلاقی بگاڑ، غربت اور مہنگائی اور معاشی تفاوت ختم کرنے کے علاوہ پولیس اور انتظامیہ میں بنیادی اور انقلابی تبدیلیاں ناگزیر ہیں۔ اس سلسلہ میں ضروری یہ ہے کہ آئی جے آئی کے منشور کو عملی جامہ پہنانے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم یہ جانتے ہیں کہ دنیا میں جو فساد ظاہر ہوتا ہے وہ انسانوں کے اپنے اعمال کا پھل ہوتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ۔ قوموں کو اگر بگاڑ، فساد، اور تباہی و بربادی سے سابقہ پڑتا ہے تو وہ بھی دراصل ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ حدیثِ قدسی سے بھی ہم کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان معلوم ہے کہ "یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جو تمہاری طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں۔ پس جو بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو خرابی پائے وہ خود اپنے آپ کو

ملامت کرے"۔ (مسلم بروایت ابی ذر)

اس موقع پر سب سے ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ ہم سب انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ کی طرف رجوع کریں ۔ اپنا احتساب کریں ، اپنے اعمال کا جائزہ لیں ، اللہ کے سامنے خطاکار غلاموں کی طرح حاضر ہو جائیں ، روئیں اور گڑگڑائیں ، اپنے گناہوں پر استغفار کریں ، توبہ کا سامان کریں ، کسی پر زیادتی کی ہو تو اُس کی تلافی کریں ، صدقِ دل سے آئندہ گناہوں سے اجتناب کا عہد کریں ۔

اجتماعی طور پر بھی ایسا ہی کرنا ضروری ہے ۔ اگر ہم پر خون ریزی کی لعنت مسلط ہے ، اگر ہم قساوتِ قلب کا شکار ہیں ، تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ نقضِ میثاق کے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں ۔ اگر ہمارے درمیان عداوت و بغض کی وبا پھیل گئی ہے ، تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اللہ نے ہم کو جو ہدایت دی تھی اور جو مشن سپرد کیا تھا ، بحیثیت قوم و ملّت ہم نے اُسے فراموش کر دیا ہے ۔ پاکستان اسلام کے لیے بنا تھا ، لیکن ۱۹۴۷ء سے جو کھیل ہم شریعت کے نام پر کھیل رہے ہیں ، اس کی ایک سزا ہم ۱۹۷۱ء میں بھگت چکے ہیں جب پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا ۔ آج بھی ہم اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے اگر وہ ہم کو سزا دینے کا فیصلہ کر دے ۔ لیکن تجدیدِ ایمان ، استغفار ، توبہ اور تقویٰ سے عذاب ٹل جاتے ہیں ، اور آسمان و زمین سے برکتوں کے دہانے کھل جاتے ہیں ۔